رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

بدر

قادیان

ہفت روزہ

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ رجب المرجب ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۲۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہائی کورٹ لاہور میں سشن جج گورداسپور کے خلاف نگرانی کی سماعت!

گورنمنٹ ایڈووکیٹ اور سر تیج بہادر سپرو کی مدلل نکتہ چینی

لاہور ۲۱ اکتوبر۔ مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں مسٹر ڈی رجی کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف آج آنریبل مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم کے روبرو اپیل پیش ہوئی۔ اس فیصلہ میں سشن جج نے گورنمنٹ افسران کے طریق کار کے متعلق حملے کئے۔ اور احمدیوں پر بھی شدید الزامات عائد کئے۔ آج ہائی کورٹ میں گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے عدالت سے درخواست کی۔ کہ سشن جج کے چند ریمارکس فیصلہ سے حذف کر دیئے جائیں۔ احمدیوں کی طرف سے ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو پیش ہوئے۔ عدالت میں داخلہ کے لئے خاص اجازت نامے حاصل کرنے پڑتے تھے۔ کمرۂ عدالت حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔

گورنمنٹ ایڈووکیٹ کی درخواست

دیوان رام لال گورنمنٹ ایڈووکیٹ نے درخواست پیش کرتے ہوئے کہا۔ مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں فاضل سشن جج نے گورنمنٹ کے نظام پر حملے کئے ہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ملزم کی سزا میں توسیع کر دی جائے۔ اور نہ ہی میری یہ خواہش ہے کہ کسی فریق پر اس کا اثر ہو۔ لیکن جو ریمارکس اس فیصلہ میں گورنمنٹ کے خلاف کئے گئے ہیں۔ ان سے نظم ونسق کو سخت دھکا لگے گا۔ گورنمنٹ کے خلاف ریمارکس واقعات کے لحاظ سے بالکل غلط ہیں۔ اور ریکارڈ میں ان کے جواز میں کوئی شہادت نہیں ہے۔ فاضل سشن جج نے جرم کو بحال رکھا ہے۔ اور سزا ۶ ماہ سے گھٹا کر چند منٹ کر دی۔ لیکن عطاء اللہ کے خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جرم ثابت کرنے کے باوجود سزا حکومت اور احمدیوں کو دیدی ہے۔ اور ان کے خلاف نہایت سخت ریمارکس کئے ہیں۔

پولیس کے خلاف غلط الزامات

دیوان رام لال نے متنازعہ حصے پڑھ کر سنائے اور کہا۔ کہ فیصلہ میں لکھا ہے کہ قادیانی نہایت ظلم کرتے رہے ہیں۔ ایک شخص کا قتل کیا گیا۔ پولیس میں رپورٹ کی گئی۔ لیکن مرزا کی طاقت اس قدر ہے کہ پولیس نے کوئی ایکشن نہ لیا۔ یہہ پولیس کے خلاف سخت الزام ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ پولیس نے تفتیش کی۔ اور شہادتیں لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی۔ کہ مقتول نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ اور ملزم نے اپنی جان کی حفاظت میں اس کو قتل کر دیا۔ اس لئے اس کا چالان نہ کیا گیا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت تھی۔

متوازی عدالتیں قائم کرنے کا غلط الزام

دوسرا الزام سشن جج نے یہ عائد کیا ہے کہ قادیان میں متوازی عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔ اور ان میں دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے ہوتے ہیں۔ لیکن حکومت اس شر انگیزی کو نہیں روکتی۔ اور قادیانیوں کی ناجائز حمایت کرتی ہے۔ سرکاری وکیل نے اس کی تردید کی۔ اور کہا کہ انکی اپنی پنچائتیں بنی ہوئی ہیں۔ ان کی عدالتی حیثیت نہیں ہے۔ جہاں تک حکومت کی پالیسی کا تعلق ہے وہ ہر حالت میں غیر جانبدار ہے۔ اور کسی فریق کے ساتھ جانبدارانہ سلوک کرنے کو تیار نہیں۔ ہاں اگر قانون کا احترام کرانے کی ضرورت درپیش ہو۔ تو حکومت کی مشینری پورے زور کے ساتھ حرکت میں آتی ہے۔ اس لئے یہ دونوں الزامات غلط ہیں۔ اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ان حصوں کو بے بنیاد اور ناجائز قرار دے کر حذف کر دیا جائے۔ تاکہ دوسرے حالات پر اس کا اثر نہ پڑے۔

جرم اصطلاحی نہیں

دیوان رام لال نے کہا۔ کہ تیسری چیز قابل اعتراض یہ ہے۔ کہ فاضل جج نے لکھا ہے کہ دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت جو جرم سرزد ہوا ہے۔ وہ محض اصطلاحی ہے۔ حالانکہ فاضل جج نے خود تسلیم کیا ہے۔ کہ تقریر اشتعال انگیز ہے احمدیوں اور احراریوں کے درمیان کشمکش مسلمہ ہے۔ اور اس تقریر سے لازمی طور پر اشتعال پیدا ہوا۔ اس لئے اس معاملہ میں اصطلاحی نوعیت نہیں دی جاتی۔ لہذا اس کے متعلق بھی عدالت کا فیصلہ درکار ہے۔

سر تیج بہادر سپرو کی بحث

ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو نے نہایت پُرزور انداز سے تقریر شروع کی۔ اور کہا۔ یہ معاملہ ملک معظم کی رعایا کے دو طبقوں کے وقار کا ہی نہیں۔ بلکہ عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ اس معاملہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے کہ عدالتوں کو ذاتی معاملات میں کہاں تک نکتہ چینی کرنے کا اختیار ہے۔ اس کیس میں فاضل جج نے احمدیوں کے خلاف حملے کئے ہیں۔ حالانکہ وہ فریق مقدمہ نہ تھے۔ اور ان کو سنے بغیر یہ فیصلہ دیدیا گیا ہے ہمیں آج یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ایسے معاملات میں عدالتوں کو کہاں تک جانے کا حق حاصل ہے اور آیا عدالت ذاتی حملے کر سکتی ہے یا نہیں۔

اس مقدمہ کی تاریخ کچھ اس طرح ہے۔ کہ احمدی اور احراری طبقہ کے درمیان جھگڑا ہے۔ احراریوں نے ۱۴ اکتوبر کو قادیان میں ایک کانفرنس کی۔ اور اس کی صدارت کے لئے ملزم کو چنا گیا۔ جس کے متعلق فاضل سشن جج نے ریمارک کیا ہے۔ کہ اس شخص کے اندر مقناطیسی قوت ہے۔ وہ حاضرین کو مسحور کر دیتا ہے۔ اور ہجوم کو جس طرف چاہے دھکیل کر لے جاتا ہے وہ صلح کا مشن لے کر قادیان گیا تھا۔ شاید اسی طرح جس طرح اٹلی اور ایبے سینیا کا ہے (قہقہہ)

(جسٹس کولڈ سٹریم۔ آپ غالباً یہ پسند نہیں کریں گے۔ کہ میں فیصلہ میں اٹلی اور ایبے سینیا پر بحث کروں۔)

جاہلوں کے روبرو شعلہ بیانی

ڈاکٹر سپرو نے بحث جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ عطاء اللہ جیسے شعلہ بیان آدمی نے جاہل اور ناخواندہ طبقہ کے سامنے ہنگامہ خیز تقریر کی اور اس میں احمدیوں کے خلیفہ کے خلاف شدید الزامات عائد کئے۔ موجودہ مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں پر شدید حملے کئے گئے۔ لیکن اس کے باوجود مرزا صاحب نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ اور حکومت کی مشینری نے ضروری سمجھا کہ اس کے خلاف کارروائی کرے۔ اور عطاء اللہ کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ میں مجسٹریٹ کے صبر کی داد دیتا ہوں۔ کہ اس نے ہر معاملہ کو ڈیفینس میں پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ میں یہ کہہ چکا ہوں۔ کہ احمدی حضرت محمدؐ صاحب کو پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ اور قادیانی مرزا غلام احمدؑ کو بھی پیغمبر مانتے ہیں۔ اور اس معاملہ پر مختلف فریقوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اس کانفرنس سے قدرتی طور پر یہ اختلاف بڑھنے کا احتمال تھا۔ لہذا احرار کانفرنس ایک میل کے فاصلہ پر آریہ سکول میں منعقد ہوئی۔

غیر متعلقہ سوالات

سر تیج بہادر سپرو نے کہا۔ عدالت ماتحت میں ملزم نے اپنی صفائی میں ایک سو سے زیادہ گواہ طلب کئے۔ ان میں مرزا بشیر الدین محمود احمدؑ کو بھی بلایا گیا۔ اور مرزا بشیر الدین محمود احمدؑ سے ان کے والد کے چال چلن کے متعلق بیسیوں سوالات کئے۔ حالانکہ ان کا مقدمہ کے ساتھ قطعاً کوئی سروکار نہ تھا۔ اور میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ عدالت ماتحت میں ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تماشہ ہو رہا تھا۔ جس میں عطاء اللہ شاہ ہیرو تھا۔ حکومت نے عطاء اللہ پر مقدمہ چلایا۔ اور عطاء اللہ نے ڈیفینس کے بہانہ سے احمدیوں کے اور گورنمنٹ کے خلاف طوفان مچا دیا۔ حالانکہ یہ سراسر ناجائز تھا۔ اور کسی عدالت کو اس بات کا حق نہیں تھا۔ کہ دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت مقدمہ میں کسی اور مذہب یا فرقہ پر سوالات کی صورت میں نکتہ چینی کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ جسے جواب دہی کی قانوناً کوئی گنجائش نہ ہو۔ اس مقدمہ میں ملزم نے صفائی میں دوسرے مذاہب پر حملے کئے ہیں۔ اور ڈیفینس میں اپنے طریق کار کو حق بجانب قرار دیا ہے۔ یہ ڈیفینس نہایت مضحکہ خیز ہے۔ اور اگر عدالتوں میں اس قسم کے شر انگیز ڈیفینس کی اجازت ہو سکتی ہے۔ تو بہتر ہے۔ کہ تعزیرات ہند سے دفعہ ۱۵۳ (الف) اور ۱۲۴ (الف) نکال دی جائیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے۔ کہ کوئی ایڈیٹر اخبار میں مضمون لکھے۔ جس میں گورنمنٹ کو ظالم اور جابر قرار دے۔ اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے۔ اور وہ عدالت میں آکر شہادتیں پیش کرے کہ فلاں جگہ حکومت نے گولیاں چلائیں۔ فلاں جگہ ظلم کیا گیا۔ لہذا میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس قسم کا ڈیفینس نہ صرف غیر متعلقہ بلکہ غیر معقول بھی ہے۔

عجیب و غریب فیصلہ

ڈاکٹر سپرو نے بحث جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ فاضل جج نے نہایت عجیب و غریب فیصلہ لکھا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ عطاء اللہ شاہ کی تقریر پر کوئی بسیط تبصرہ کرے۔ اس نے احمدیہ مذہب کے بانی اور اس کے پیروؤں پر نہایت نامناسب الفاظ میں تنقید کی ہے۔ اور ایسے واقعات لکھ مارے۔ جن کا مقدمہ کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا۔ کہ مرزا غلام احمدؑ پلومر کمپنی کی طاقت بخش (Tonic) شراب استعمال کیا کرتے تھے۔ اور اس کے عادی تھے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اور اس کے متعلق ریکارڈ پر شہادت صرف اس قدر موجود ہے۔ کہ ایک مرتبہ طبی ضروریات کے پیش نظر یہ چیز منگوائی گئی تھی۔ سشن جج نے خواہ مخواہ اسے گھسیٹ لیا۔ عطاء اللہ نے قادیانیوں کو "انگریزوں کا دم کٹا کتا" کہا ہے۔ اور اس کے جواز میں مختلف گواہوں سے سوالات کئے گئے ہیں۔ جو سراسر ناجائز اور ناواجب ہیں۔ سشن جج نے احمدی مذہب کی خامیوں پر تنقید کی ہے حالانکہ

دنیا کی کسی عدالت کو اس بات کا اختیار نہیں کہ وہ کسی مذہب کے سچے یا جھوٹے ہونے کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کرے۔

اور نہ ہی ان باتوں کا واقعات مقدمہ کے ساتھ کوئی دور یا نزدیک کا تعلق تھا۔

چالیس سالہ واقعات پر تبصرہ

سشن جج کو ہرگز اس بات کا حق نہیں تھا۔ کہ وہ چالیس سالہ واقعات پر تبصرہ کرتے۔ انہوں نے ایک اعتراض یہ کیا ہے کہ قادیان میں خانہ ساز عدالتیں ہیں۔ وہ سمن اور سٹیمپ کا استعمال کرتی ہیں۔ اور اس طرح مرزا صاحب نے متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے۔ حالانکہ اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے۔ کہ وہاں صرف احمدیوں کے لئے پنچائتیں بنی ہوئی ہیں۔ وہ گھریلو فیصلے کرتی ہیں۔ اور اس میں صرف وہ معاملات پیش ہوتے ہیں۔ جو قابل دست اندازی پولیس نہیں۔

غیر متعلقہ امور

اس کے بعد سر سپرو نے عبدالکریم ایڈیٹر مباہلہ کے واقعات پیش کئے۔ اور کہا کہ صفائی میں ایسا مواد جمع کیا گیا ہے۔ جس کا مقدمہ کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور فاضل سشن جج نے غیر متعلقہ امور پر اظہار رائے کیا ہے۔ جو کہ قطعاً خلاف قانون ہے۔ اور یہ حصے جن میں مرزا صاحب کے مذہب اور ان کے اعمال پر مخالفانہ نکتہ چینی کی گئی ہے۔ فیصلہ سے حذف کر دیئے جانے چاہئیں۔

اس کے بعد اجلاس لنچ کے لئے ملتوی ہوا۔

سر تیج بہادر سپرو نے اپنی بحث کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ کسی مقدمہ کی سماعت میں جوڈیشل آزادی اور انصاف کا اصول شامل ہے۔ یعنی دونو پارٹیوں سے مساوی سلوک۔ خاصکر اس پارٹی کے لئے جو عدالت میں حاضر نہ ہو۔ اور اس کی طرف سے نمائندگی نہ کی گئی ہو۔ احمدی دوسرے فرقہ سے ہیں۔ کیونکہ قانوناً عدالت ماتحت میں وہ اپنی طرف سے وکیل پیش نہیں کر سکتے تھے۔ احمدیوں کے خلاف جو ریمارکس پاس کئے گئے۔ حالات کی یک طرفہ نمائندگی پر منحصر ہیں۔ اور نہ ہی احمدیوں کو موقعہ ملا۔ کہ وہ کسی قسم کا اعتراض پیش کر سکیں۔

مجلس احرار اور عطاء اللہ نے اس مقدمہ کو غنیمت اور ایک خدائی نعمت سمجھا۔ اور انہیں موقعہ مل گیا۔ کہ احمدیوں کو بطور گواہ عدالت میں طلب کر سکیں۔

قانون کا ناجائز اور غلط فائدہ اٹھایا گیا!

سر سپرو نے مزید کہا کہ اس مقدمہ میں قانون کا ناجائز فائدہ اٹھایا گیا۔ اور قانون کی آڑ میں احراریوں نے اپنے دشمنوں کو گواہان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کٹہرہ میں بلا کر ان پر طویل جرح کی۔ اور ان سے عجیب عجیب سوال دریافت کئے گئے۔ جن کا جواب صرف ہاں یا نہ میں لیا جاتا تھا۔ اور کسی گواہ کو جواب کی تشریح کی اجازت نہ دی جاتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمدیوں کے معاملات کو بالکل غلط روشنی میں ظاہر کیا گیا۔ اور یہ قانون کی کارروائی کا غلط استعمال ہے۔ سر سپرو نے اپنی دلیل کے حق میں پریوی کونسل کے مقدمات کا حوالہ دیا۔ اور کہا کہ یہ کیس ایسا تھا جس میں کسی فرقہ کے خلاف نفرت پھیلانے کے کام کو روکا جانا چاہیئے تھا۔ لیکن نتیجہ بالکل برعکس ہوا ہے۔ اس مقدمہ کی کارروائی سے اس بیان کردہ نفرت کو اور زیادہ پھیلایا گیا ہے۔

مقدمہ ڈھونگ تھا

سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں سارا مقدمہ ایک ڈھونگ (Farce) کے مترادف تھا عدالت کے قانون میں کسی شخص کے عقیدہ یا مذہب کے متعلق اعتراض یا تحقیقات نہیں ہو سکتی۔ سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت کو مذہبی بحث مباحثہ کے اکھاڑہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ عطاء اللہ کی طرف سے ۱۸۱ گواہوں کے نام دیئے گئے۔ جن میں سے ۵۷ کی شہادت قلمبند کی گئی۔ استغاثہ کے بھیس میں احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کسی کے متعلق ریمارکس واجب اور ایسے ہونے چاہئیں۔ جو اشتعال انگیز اور نفرت پھیلانے والے نہ ہوں۔ لیکن اس مقدمہ میں جو ریمارکس پاس کئے گئے وہ واجب بھی نہیں تھے۔ اور نفرت پھیلانے والے بھی تھے۔ اور چھ سات ماہ تک اس مقدمہ کے چلنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمدیوں کے خلاف نفرت پھیلانے والے خیالات کی اشاعت پہلے سے بھی زیادہ ہوئی ہے۔

فیصلہ کے ورق قینچی سے کاٹ دو

سر سپرو نے مزید کہا کہ میں پوری دیانتداری اور صدق دلی سے کہتا ہوں۔ کہ اگر اس فیصلہ کے پہلے چھ صفحات کاٹ کر پھینک دیئے جائیں تو فیصلہ پر اس کمی کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ (سر سپرو کے اس ریمارک پر جج ہنس پڑا)

الزامات کا جواب

سر تیج بہادر سپرو نے الزامات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ مرزا صاحب قادیان احمدیوں کے مذہبی پیشوا ہیں۔ اور اس میں شک نہیں۔ کہ مرزا صاحب کے کافی پیرو ہیں۔ کبھی فوجداری کے مقدمات کا فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ اگر کبھی کوئی جھگڑا پیش بھی ہو۔ تو وہ دیوانی نوعیت کا ہوتا ہے اور مرزا صاحب کا فیصلہ بھی وہی لوگ مانتے ہیں۔ جو ان کے عقیدت مند ہیں۔ ورنہ ایسی کئی مثالیں ہیں۔ کہ وہاں کی پنچائیت کے فیصلوں کو نہ مان کر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ متوازی گورنمنٹ کے متعلق بھی فیصلہ میں شہادت کے مطابق ریمارکس پاس نہیں کئے گئے۔ والنٹیر ہر جگہ ہوتے ہیں۔ صرف والنٹیروں کی قواعد سے متوازی گورنمنٹ کا لفظ استعمال کر دینا واجب نہیں۔ جہاں تک محمد امین کے قتل کا تعلق ہے۔ اس کے واقعات یہ ہیں۔ کہ مقتول نے حملہ کیا۔ اور حفاظت خود اختیاری میں اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اور پولیس نے اس کا چالان کرنا بے فائدہ سمجھا۔ دوسرے قتل میں قاتل کی قبر پر دعا پڑھنے اور اس سے ہمدردی کرنے کی وجہ ہے۔ کہ مرزا صاحب احمدیوں کے پیشوا ہیں۔ قاتل قتل کے بعد اپنے فعل پر پچھتایا اور مرزا صاحب سے درخواست کی کہ وہ اس کے حق میں دعا کر کے اس کا جرم معاف کرا دیں۔ خلیفہ کی حیثیت سے مرزا صاحب نے جو کچھ کیا اس میں ناجائز بات کوئی بھی نہ تھی۔ جہاں تک لوگوں کو شہر بدر کرنے کا تعلق ہے۔ صرف ایک کیس ایسا ہوا ہے جس میں ایک شخص کو مرزا صاحب نے کہا۔ کہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ شخص چلا گیا۔ اور پھر واپس نہیں گیا۔ اس کو کسی نے واپس آنے سے منع نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس پر کہیں حملہ وغیرہ کیا گیا۔ اس کے بعد عدالت کا اجلاس کل پر ملتوی ہوا۔ اس سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب تک سر تیج بہادر سپرو بحث کرتے رہے۔ تمام اصحاب اور فاضل جج نہایت دلچسپی سے اور ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔

آنریبل سر تیج بہادر سپرو کی دوسرے دن کی بحث

۲۲ر اکتوبر ۳۵ سنہ ع

آج پھر آنریبل مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم کے اجلاس میں مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ کے سلسلہ میں مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ سے چند فقرے حذف کرانے کے لئے درخواست پر بحث ہوئی۔ کمرۂ عدالت حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ اور گیلری میں بھی گنجایش نہیں تھی۔ داخلہ بذریعہ پاس تھا۔ آج بھی کارروائی ڈاکٹر سپرو کی تقریر سے شروع ہوئی۔

ڈاکٹر سپرو کی تقریر

ڈاکٹر سر سپرو نے اپنی بحث کو جاری رکھتے ہوئے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اور کہا کہ ان کا واقعات مقدمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ فیصلہ میں فاضل سشن جج نے لکھا ہے۔ کہ قادیان میں قتل و غارت کا بازار گرم ہے۔ اور کھلی ہوئی قانون شکنی کی جا رہی ہے۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ موجودہ لیڈر جماعت احمدیہ نے کھلے طور پر قتل اور تشدد کی مذمت کر دی ہے اور اس امر کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے کہ محمد امین مقتول کی مرزا صاحب کے ساتھ کوئی عداوت تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کا اعلان پڑھ کر سنایا اور کہا۔ کہ اس کی موجودگی میں قتل کا الزام بے معنی ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہا گیا ہے۔ کہ عبد الکریم جب قادیان سے چلا گیا۔ تو اس کے مکان کو آگ لگا دی گئی۔ لیکن یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ وہ مکان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی نے گرایا تھا۔ اور مرزا صاحب کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس لئے میرا مطالبہ ہے۔ کہ ان ریمارکس کو فیصلہ میں سے نکال دیا جائے۔ کیونکہ (۱) ان واقعات کا عطاء اللہ کے مقدمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ (۲) فاضل جج کے ریمارکس کسی شہادت کے بغیر یا غلط واقعات کی بناء پر ہیں۔ (۳) جج کے ریمارکس غیر ضروری اور سخت ہیں۔

غلط ڈیفینس

سر سپرو نے کہا۔ کہ مولوی عطاء اللہ کے مقدمہ میں ڈیفینس یہ کیا گیا۔ کہ جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمدؑ نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور ملعون کہا۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے صرف دشمنوں کو کہا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کی ایک تحریر پڑھ کر سنائی۔ جس میں دشمنوں کو جنگلی۔ خنزیر اور انکی عورتوں کو کتیاں کہا۔ علاوہ ازیں یہ تو سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص قابل اعتراض زبان استعمال کرے۔ تو اس کے جواب میں اس سے زیادہ قابل اعتراض الفاظ استعمال کر دیئے جائیں۔ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ پچاس سال پیشتر کی کہی ہوئی کسی بات کی بناء پر ۱۹۳۵ء میں نامناسب الفاظ استعمال کئے جائیں۔ اس لئے ان باتوں کا مقدمہ کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور انہیں فیصلہ سے الگ کر دیا جانا چاہیئے۔

جج۔ میں یہ تو سمجھ سکتا ہوں۔ کہ جن واقعات کا شہادت میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ انہیں حذف کر دیا جائے۔ لیکن جن امور کے متعلق عدالت ماتحت نے صرف اظہار رائے کیا ہے؟

سر سپرو۔ جن معاملات کے جواز میں کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔ انہیں تو عدالت حذف کر سکتی ہے ہائی کورٹ کے اختیارات اس معاملہ میں وسیع ہیں اور وہ کسی معاملہ میں مداخلت کر سکتی ہے۔ لیکن اگر بعض اصطلاحی وجوہ کی بناء پر کوئی حصہ حذف نہ کیا جا سکے۔ تو عدالت کو اس امر کا پورا اختیار ہے۔ کہ یہ رائے ظاہر کر دے۔ کہ عدالت ماتحت نے ناروا زبان استعمال کی ہے۔ اور عدالت کے اختیارات سے تجاوز ہوا ہے۔ مرزا صاحب قادیان فریق مقدمہ نہ تھے۔ ان کے خلاف اور ان کی جماعت کے خلاف نہایت غیر مناسب الفاظ فیصلہ میں لکھے گئے۔ حالانکہ انہیں اس ضمن میں صفائی پیش کرنے کا کوئی موقعہ نہیں دیا گیا۔ کیا یہ عدالت کے اختیارات کا جائز استعمال ہے۔ مجھے درخواست نگرانی دائر کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ میں اپیل نہیں کر سکتا۔ اس لئے کوئی تو چیز ایسی ہونی چاہیئے۔ جس سے ایسی بے انصافی کا سد باب ہو سکے۔ اور میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں غیر معمولی اختیارات کا استعمال کرے۔

سراسر ظلم اور ناقابل برداشت

ڈاکٹر سپرو نے کہا۔ فاضل جج ضرورت سے بہت زیادہ آگے چلے گئے ہیں۔ انہوں نے لکھ دیا۔ کہ مرزا قادیان طاقت بخش شراب پینے کے عادی تھے۔ اور بعض خطوط میں یا قوتی کا بھی ذکر آتا ہے۔ حالانکہ اس کے جواز میں کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی شہادت میں صرف ایک چیز پائی جاتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ان کے والد مرحوم نے ایک مرتبہ وہ چیز منگوائی تھی۔ پتہ نہیں کس کے لئے اس بناء پر یہ کہنا کہ ایک بانی سلسلہ شراب کا عادی تھا۔ سراسر ظلم اور ناقابل برداشت ہے۔

ایک شخص جسے لاکھوں آدمی خدا کا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے متعلق اگر ایک عدالت یہ فتویٰ دیدے۔ کہ وہ شرابی تھا۔ اور انسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے یا قوتی اور دیگر مقویات استعمال کرتا تھا۔ تو سراسر ظلم ہے۔ اور کسی جج کی شان کے شایاں نہیں۔ کہ ایسے فیصلے صادر کرے۔ اور ذرا غور فرمائیے۔ کہ جو لوگ اس ہستی کے پیروکار ہیں ان کے دل پر کیا گذرتی ہوگی۔ فاضل جج نے اس فیصلہ میں بلا ضرورت خواہ مخواہ ایک کثیر التعداد جماعت کے جذبات کو مشتعل کیا ہے۔ اس لئے میں اس عدالت کے روبرو پیش ہوا ہوں۔ کہ احمدی فرقہ اس کے بانی اور لیڈر کے ساتھ جو بے انصافی کی گئی ہے۔ اس کی تلافی کر دی جائے۔

غیر متعلقہ امور پر بحث

ڈاکٹر سپرو نے بحث جاری رکھتے ہوئے کہا۔ مرزا صاحب قادیان فریق مقدمہ نہ تھے۔ اور وہ کسی بات کی جوابدہی کرنے کے قطعاً ناقابل تھے۔ اس لئے عدالت کو کوئی حق نہ تھا۔ کہ غیر متعلقہ امور پر بحث کرتی۔ مجسٹریٹ نے جن گواہان صفائی کی اجازت دی۔ اور جس قسم کے سوالات جرح یا بیان میں کئے گئے وہ قطعاً غیر متعلقہ تھے۔ اور اس قسم کی شر انگیزی کی کسی حالت میں اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔

جج۔ فرض کرو۔ کہ جن واقعات کا فیصلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ درست ہوں۔ اور یہ ثابت ہو جائے۔ کہ قادیان میں احمدی ظلم کرتے ہیں۔ قتل و غارت ہوتی ہے۔ غیر احمدیوں پر مظالم توڑے جاتے ہیں۔ اور انہیں باعزت زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ تو اس صورت میں کیا ضروری نہیں۔ کہ ملزم کی سزا کا تعین کرنے کے لئے ان امور کو متعلقہ قرار دیا جائے۔

سر سپرو۔ ہرگز نہیں اگر کوئی شخص اپنی کسی تقریر یا تحریر سے ملک معظم کی رعایا کے دو فرقوں کے درمیان منافرت پیدا کرتا ہے۔ اور عدالت میں آکر یہ ڈیفنس پیش کرتا ہے کہ میں نے فلاں چیز کی انگیخت سے ایسا کیا۔ تو جرم کی نوعیت کم نہیں ہو جاتی۔ قبل کے اثرات بدستور ہیں۔ اور اس کیس میں تو اس خطرہ کا پہلے ہی اظہار کر دیا گیا تھا۔ کہ کانفرنس سے نقض امن کا اندیشہ ہے۔ اگر اس قسم کے ڈیفنس کی اجازت دی جائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جرم زیر غور کے علاوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسی چیزیں رونما ہونگی۔ جن سے منافرت پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ اور جج خود اس معاملہ میں برابر کا حصہ دار ہوگا۔ یہ چیز سراسر ناجائز اور ناقابل برداشت ہے۔ آخر میں ڈاکٹر سپرو نے عدالت سے درخواست کی۔ کہ قابلِ اعتراض حصوں کو حذف کر دیا جائے۔ اور اس کے جواز میں متعدد قانونی حوالے پیش کئے۔ جن میں رنگیلا رسول کیس اور "ریاست" دہلی کا مقدمہ قابلِ ذکر ہیں۔ اس کے بعد اجلاس لنچ کے لئے ملتوی ہوا۔

لنچ کے بعد کی کارروائی

محمد شریف ایڈووکیٹ نے احرار کی طرف سے بحث کرتے ہوئے کہا احمدی فرقہ کے جذبات صرف مسلمانوں کے ہی خلاف نہیں بلکہ دوسری فرقوں کے بھی خلاف ہیں۔ لیکن وہ غیر احمدی مسلمانوں کے بہت دشمن ہیں۔ مرزا غلام احمدؑ اپنے آپ کو بہت بڑا پیشوا اور خلیفہ تصور کرتا ہے۔ لیکن احمدی فرقہ کے لوگ ہی اسے پیشوا مانتے ہیں۔ مزید کہا۔ کہ یہ مذہب ایک عجیب مذہب ہے۔

قادیان میں احمدیوں نے گورنمنٹ کے متوازی گورنمنٹ قائم کر رکھی ہے۔ اور عدالت بھی بنی ہوئی ہے۔ جس میں دوسری عدالتوں کی طرح کام کیا جاتا ہے۔ کورٹ فیس اور اسٹامپ ڈیوٹی چارج کی جاتی ہے۔ دفعہ ۳۲۶ کے مقدمات کی سماعت بھی کر لی جاتی ہے۔ اگر کسی کے خلاف ڈگری دی جائے۔ تو مال وغیرہ بھی قرق کیا جاتا ہے۔

وکیل احرار نے کہا۔ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کے "الفضل" میں احمدیوں کے خلیفہ کی طرف سے اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں درج ہے۔ ہم تمام دنیا میں اپنی حکومت پھیلائیں گے۔ یہ امر باعث تشویش ہے۔ کہ صرف قادیان میں ایک ہزار غیر قادیانی موجود ہیں۔ ایک اور پرچہ میں اعلان کیا گیا ہے کہ ۳۰۰ برس تک تمام لوگ کیا کالے کیا گورے احمدی ہونگے ہمیں نہایت زور شور سے پراپیگنڈا شروع رکھنا چاہیئے۔ "الفضل" کے ایک اور پرچہ میں درج ہے ہم نے فرانس۔ جرمنی اور امریکہ وغیرہ کو فتح کرنا ہے کیا ہم احراریوں کی چھوٹی سی جھونپڑی کو فتح نہ کر سکیں گے۔ ایک اور پرچہ میں درج ہے ہمیں تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھنا چاہیئے۔

وکیل نے کہا۔ احمدی اپنے مشن کی کامیابی کے لئے تشدد کو جائز خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے عقیدے سے اختلاف رکھنے والے کو قابلِ گردن زدنی سمجھتے ہیں۔ مولوی عطاء اللہ کے خلاف مقدمہ کی سماعت میں چند گواہانِ صفائی کے بیانات قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر گوربخش سنگھ گواہ نے بیان کیا کہ تبلیغ کے پراپیگنڈا کے سلسلہ میں احمدیوں کی سپرٹ فوجیوں کی سی ہوتی ہے۔

ایک اور گواہ کا بیان ہے کہ احمدی ہندوؤں کو اس تالاب سے پانی اور مٹی نہیں لینے دیتے جو پبلک کی ملکیت ہے۔ احمدی غیر احمدیوں کو بہت تنگ کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ کوئی غیر احمدی قادیان میں نہ رہے۔ نیز غیر احمدیوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

اس کے بعد وکیل نے کہا۔ کہ ایسی کئی مثالیں ہیں جن سے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ کہ مختلف اشخاص کو کسی طرح سزا کا حکم سنایا گیا۔ ایک مسمی گل نور کو ۵ روپے جرمانہ اور بارہ بید لگائے جانے کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ لیکن نہ تو گل نور نے یہ سزا مانی۔ اور نہ اس کے باپ نے۔ ان دونوں کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اسی طرح کئی اشخاص کو قادیان سے باہر نکال دیا گیا۔

وکیل نے اپنی دلیل کے حق میں چند مثالیں دیں۔ اور اس کے بعد اجلاس کل پر ملتوی ہوا۔

نگرانی کی سماعت کا تیسرا دن

۲۳ر اکتوبر ۱۹۳۵ء

آج پھر مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداس پور کے فیصلہ کے خلاف نگرانی کی سماعت ہوئی۔ مسٹر ایم سلیم صاحب بیرسٹر اور مولوی غلام محی الدین صاحب ایڈووکیٹ ہماری طرف سے اور شیخ محمد شریف صاحب مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری کی طرف سے پیش ہوئے۔ مولوی عطاء اللہ کی طرف سے ایڈووکیٹ مذکور نے جوابی تقریر کی۔ جس میں انہی باتوں کو دہرایا جو ان کی طرف سے عدالت ماتحت میں پیش کی جا چکی ہیں۔ تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ اجلاس دوسرے دن کے لئے ملتوی ہوا۔ (باقی آئندہ)

الیکٹرک قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان

سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے بیشمار نشانات صداقت میں سے قادیان میں بجلی کا آنا بھی حضور کی صداقت کا ایک کھلا نشان ہے۔ حضور علیہ السلام نے آج سے ۶۰ سال سے زائد کا عرصہ گذرا جو رویاء میں دیکھا تھا۔ کہ قادیان میں بڑی کثرت سے بجلی چمک رہی ہے۔ اس وقت اس بجلی کا جو آج کل پنجاب میں روشنی دے رہی ہے نام و نشان اور خواب و خیال بھی نہ تھا۔ کس کو معلوم تھا کہ پچاس سال بعد شہروں میں بجلی روشنی کا کام دیگی۔ اور یہ آگ غلاموں کی طرح حاضر ہو کر خدمت کریگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مسیح موعودؑ کو الہاماً کہا تھا۔ کہ آگ تمہاری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ سو وہ ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ آج یہ آگ زرخرید غلام سے زیادہ فرمانبردار اور خدمت گذار ہے۔ بہرحال حضورؑ کا وہ خواب یہ ہے جو ۱۳ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو حضور نے فرمایا تھا کہ

"کوئی تیس ۳۰ برس کا عرصہ گذرا ہوگا کہ میں نے ایک خواب دیکھا کہ اب جس مقام پر مدرسہ کی عمارت ہے وہاں بڑی کثرت سے بجلی چمک رہی ہے۔ بجلی چمکنے کی یہ تعبیر ہوتی ہے کہ وہاں آبادی ہوگی۔" (البدر ص ۵۸) یہ رویا تعبیراً و لفظاً دونوں طرح آج پورا ہو رہا ہے۔ فللہ الحمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ کرنے والے احراری کے مقدمہ کی سماعت

وکلاء کی بحث۔ فیصلہ ۳۰ اکتوبر کو سنایا جائے گا،

(مرتبہ رپورٹر الفضل)

گورداسپور ۲۵ اکتوبر۔ حنیفا پسر چوہڑ گداگر پر پولیس کی طرف سے جو مقدمہ دائر ہے۔ آج اس میں وکلاء کی بحث ہوئی۔ ملزم کی طرف سے شریف حسین صاحب وکیل تھے۔ اور استغاثہ کی طرف سے رائے صاحب کندن لال کورٹ انسپکٹر جو شروع سے نہایت قابلیت کے ساتھ اس کیس کو کنڈکٹ کر رہے ہیں۔ پیش ہوئے۔

وکیل ملزم کی تقریر

وکیل ملزم نے سب سے پہلے اس امر پر اعتراض کیا۔ کہ اخبار الفضل جماعت احمدیہ کا آرگن ہے۔ اور اس میں مرزا صاحب کے خاندان کیمتعلق خبریں نہایت اہتمام کے ساتھ درج کی جاتی ہیں۔ لیکن الفضل میں اس واقعہ کی جو رپورٹ درج ہے اس میں لکھا ہے۔ کہ تفاصیل کا انتظار کیا جائے۔ گویا اس وقت تک اخبار والوں کو تفاصیل کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ حملہ آور کا نام معلوم ہوتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعد میں سوچ سمجھ کر ساری بات بنائی گئی۔ اس کے علاوہ تینوں گواہ نعمت اللہ۔ محمد افضل اور محمد لطیف واقعہ کو بالکل ایک ہی رنگ میں بیان کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں یہ سب کچھ یاد کرایا گیا تھا اس کے بعد وکیل نے ان تینوں لڑکوں کے بیانات میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مگر سوائے اس کے کچھ نہ کر سکا۔ کہ ایک نے کہا ہے۔ میاں صاحب چوکی پولیس سے واپس آتے ہوئے ہمیں محمد امین کی دوکان کے پاس ملے تھے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ تھانہ میں ملے تھے۔ لطیف اور افضل کہتے ہیں۔ کہ نعمت اللہ ہمارے ساتھ چوکی میں گیا۔ اور نعمت اللہ کہتا ہے کہ میں مبشر اور مجید کے ساتھ چوکی میں گیا تھا۔ پھر ایک اور عجیب و غریب گواہ عنایت اللہ ہے۔ جو بالکل سر نیچے کئے ہوئے بازار میں سے جا رہا تھا۔ اور اسے کچھ پتہ نہ تھا۔ کہ اردگرد کیا ہو رہا ہے۔ اچانک جب ملزم نے دوسری لاٹھی ماری۔ تو اسے ہوش آیا۔ وہ بیس پچیس قدم کے فاصلہ پر تھا۔ مگر وہ میاں صاحب کی مدد کے لئے آنے کی بجائے واپس ایک دکان پر جا کر ان کو خبر کرتا ہے۔ اور پھر ایک اور شخص کی تحریک پر چوکی میں آکر بیان لکھواتا ہے۔

پھر ۲۷ جون کی چٹھی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ڈی۔ ایس۔ پی قادیان میں ہی رہتا تھا۔ مگر یہ اسے ۵-۶ روز بعد ملی۔ اس کا بیان ہے کہ یہ رجسٹرڈ تھی۔ مگر اس کی کوئی رسید نہیں ملی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب قصہ بنایا گیا ہے تا احرار کو بدنام کیا جائے۔

کورٹ انسپکٹر کی تقریر

اس کے جواب میں تقریر کرتے ہوئے۔ کورٹ انسپکٹر صاحب نے ان تمام باتوں کی تردید کی۔ اور الفضل میں مندرجہ بیان کے متعلق کہا۔ کہ ایڈیٹر الفضل جائے وقوعہ پر موجود نہ تھا۔ نہ یہ بیان چشم دید ہے کاپی کے پریس میں جانے کا وقت تنگ تھا۔ اور اس وقت جو اطلاع مل سکی۔ اس میں درج کر دی گئی۔ تاہم حملہ کی تفاصیل اس میں درج ہیں۔ (آپ نے اقتباسات پڑھ کر سنائے) اور ملزم کا نام درج نہ کرنے کی وجہ ایڈیٹر الفضل نے اپنی شہادت میں بیان کر دی ہے۔ پھر پولیس کی ڈائری سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میاں صاحب نے جو رپورٹ کی۔ وہ واقعہ کے صرف دس منٹ بعد کر دی تھی۔ اور اس میں بھی تمام تفاصیل موجود ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وقوعہ کے بعد سوچ سمجھ کر انہوں نے نہیں لکھوایا۔ بلکہ جس طرح واقعات پیش آئے۔ بیان کر دیئے۔ تینوں گواہ بھی اسی وقت پہنچ جاتے ہیں۔ اور ان کے بیان بھی اسی وقت قلمبند ہو جاتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ مرزا شریف احمد صاحب جیسی پوزیشن کا آدمی ایسے ذلیل اور بے حیثیت انسان کے متعلق کوئی ایسی سازش کرے۔ اور اس پر یونہی اس قسم کا الزام لگائے۔ اگر باقی سب باتوں کو چھوڑ بھی دیا جائے۔ تو استغاثہ کے ثابت کرنے کے لئے صرف یہی ایک بات کافی ہے۔ کہ میاں صاحب اتنی بڑی پوزیشن رکھتے ہوئے ایک ایسے حقیر آدمی کی طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں۔ اگر کوئی سازش ہوتی تو احراری کے کسی بڑے آدمی کے متعلق کی جاتی۔ اس کے متعلق کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ جس کی نہ کوئی حیثیت ہے۔ اور نہ اس سے کوئی دشمنی ہے۔ باقی رہی ۲۷ جون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی چٹھی جو اس کے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ یہ پولیس کے ریکارڈز سے منگوا کر پیش کی گئی ہے۔ کئی رجسٹروں میں اس کا اندراج ہے۔ اس لئے اس کے جعلی ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب کا خیال ہے۔ کہ یہ رجسٹرڈ نہیں تھی۔ انہیں غلطی لگی۔

پھر آپ نے میڈیکل سرٹیفکیٹ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ضربات تازہ تھیں اور ضلع کے اعلےٰ میڈیکل افسر یعنی سول سرجن نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

آخر میں آپ نے حضرت میاں صاحب کی پوزیشن کا ذکر کر کے عدالت سے اپیل کی۔ کہ اس لونڈے کو اس کی دست درازی کے لئے قید و جرمانہ دونوں سزائیں دی جانی چاہئیں۔ عدالت نے فیصلہ کے لئے ۳۰ اکتوبر کی تاریخ مقرر کی۔

ہیڈ ماسٹر ڈی۔ بی پرائمری سکول قادیان اور اخبار مجاہد احسان کی دروغ گوئی

اخبار احسان مورخہ ۱۹ اکتوبر و مجاہد مورخہ ۷ اکتوبر میں منشی محمد اللہ داد صاحب احمدی اول مدرس قادیان کے متعلق کوئی گمنام دروغگو نامہ نگار کذب بیانی کرتا ہوا یوں رقمطراز ہے۔ کہ جب سے موجودہ ہیڈ ماسٹر نے سکول کا چارج لیا ہے۔ سکول میں طلباء کی تعداد میں کمی واقع ہو گئی ہے جو خلاف واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ منشی محمد اللہ داد صاحب نے سکول کا چارج ۲۲ فروری ۱۹۳۴ء کو لیا۔ اس وقت طلباء کی تعداد درج رجسٹر ۵۴ تھی۔ اور حاضری مشکل سے بیس پچیس کے قریب ہوتی تھی۔ منشی صاحب موصوف کی دیانتدارانہ تگ و دو کا تعداد طلباء اور حاضری پر یہ اثر پڑا۔ کہ تعداد طلباء ۵۴ سے آج مورخہ ۲۵/۱۰/۳۵ کو ۵۷ درج رجسٹر ہے۔ اور حاضری روزانہ ۵۰ اور ۵۲ کے درمیان ہوتی ہے باوجودیکہ احراریوں نے محض شرارت اور تعصب اور مسلمانوں سے چندہ بٹورنے کے لئے اپنا علیحدہ سکول کھول کر ڈی۔ بی سکول سے قریباً تیس ۳۰ بتیس ۳۲ طلباء نکال لئے تھے۔ اگر ان طلباء کو بھی اس تعداد میں شامل کر لیا جاوے۔ تو اس لحاظ سے تعداد ستاسی ۸۷ یا نواسی ۸۹ بن جاتی ہے۔ طلباء کے علاوہ قریباً دس پندرہ طلباء ایسے ہیں۔ جو روزانہ سکول میں آتے ہیں۔ مگر ابھی تک ان کے نام رجسٹر میں درج نہیں ہوئے۔ گویا اس حساب سے سکول میں جب سے احمدی ہیڈ ماسٹر نے سکول کا چارج لیا ہے۔ تعداد طلباء میں پہلے کی نسبت اگر احراری لڑکوں کو اس تعداد سے خارج بھی کر دیا جاوے۔ تو پھر پہلے کی نسبت ۱۸ طلباء کی زیادتی ہوئی ہے۔ حالانکہ یہ سکول بتیس ۳۲ دانتوں میں زبان والی مشہور مثل کا مصداق ہے۔ کیونکہ اس چھوٹے سے قصبے میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول۔ احراری سکول موجود ہیں۔

افسر محکمہ تعلیم خصوصاً ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب مدارس گورداسپور و جناب اے۔ ڈی۔ آئی صاحب مدارس بٹالہ غور فرما سکتے ہیں۔ کہ جس قصبے میں اتنے سکول ہوں۔ وہاں۔ ڈی۔ بی پرائمری سکول کے مدرس کو کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا۔ اس قدر سکولوں کی موجودگی میں تعداد کو قائم رکھ کر اضافہ کرنا اس کی محنت اور دیانتداری کی دلیل ہے۔ یا کمئی تعداد کا الزام اس پر عائد ہوتا ہے۔

دوسری کذب بیانی یہ کی گئی ہے۔ کہ منشی محمد اللہ داد اول مدرس سکول کے لڑکوں کو تبلیغ احمدیت کرتا رہتا ہے۔ اگر گمنام نامہ نگار صاحب صحیح الدماغ ہوتے اور اس کو دروغ کی غلاظت پر منہ مارنے کی لت نہ ہوتی۔ تو وہ یہ ہرگز نہ لکھتا کہ منشی محمد اللہ داد صاحب "عموماً لڑکوں کو مرزائی ہونے کی تبلیغ کرتا رہتا ہے"۔ بھلا اتنی چھوٹی عمر کے بچے جو مذہبی امور کو سمجھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ ان کو تبلیغ مرزائیت کرنے کے معنی ہی کیا ہیں۔ ڈی۔ بی سکول کا نائب مدرس جو کہ نامہ نگار صاحب کا ہم مذہب اور ہم عقیدہ ہے۔ وہ بھی ان باتوں کا شاہد ہے۔ کہ دروغگو نامہ نگار صاحب کی عقل کا ضرور ہی دیوالہ نکل چکا ہے۔ کہ جس نے ایسی بے بنیاد باتیں متذکرۃ الصدر اخبارات میں درج کر کے افسران محکمہ تعلیم ضلع گورداسپور کو بدظن کرنا چاہا ہے۔

اسکول میں دو تہائی طلباء احمدی ہیں۔ اور نئے داخلہ کے لئے بھی طلباء قریباً احمدی ہی آتے ہیں۔ غرضیکہ سکول ہر لحاظ سے ترقی کر رہا ہے اور اول مدرس صاحب کے خلاف شکایات احرار کی محض شرارت ہے۔

محکمہ ریلوے کے اکاؤنٹنٹ آفس میں کلرکوں کی ضرورت

۱۹، ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء کو ریلوے اکاؤنٹنٹ آفس کے لئے کلرکوں کی بھرتی کا امتحان مقابلہ ہونا قرار پایا ہے۔ دس اسامیاں خالی ہیں۔ جن میں سے کم از کم چھ مسلمانوں اور ایک دوسری مینارٹی اقوام کے لئے مخصوص ہیں۔ امتحان ذیل کے مضامین میں ہوگا۔ (۱) خوشخطی اور کمپوزیشن (۲) حساب (۳) واقعات موجودہ کا علم یعنی جنرل نالج۔ واقعات حاضرہ۔ تواریخ اور عام حالات جن کا ایک تعلیم یافتہ نوجوان کو جاننا ضروری ہے ان کے بارہ میں سوالات کئے جاوینگے۔ مفصل قواعد اور درخواست کا فارم چیف اکاؤنٹنٹ افسر ناردھ ویسٹرن ریلوے لاہور سے مفت ملسکتے ہیں۔ امتحان میں شریک ہونیوالے طالبعلم سے پانچ روپیہ فیس داخلہ امتحان لی جاویگی۔ تمام درخواستیں ۱۵ دسمبر ۱۹۳۵ء سے پہلے پہلے پہنچ جانی ضروری ہیں

(خانصاحب) محمد منظور الٰہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالصہ مشن!

بھائی سیوا سنگھ صاحب کے ٹریکٹوں پر ایک نظر

نمبر ۴

(از گیانی واحد حسین صاحب احمدی مبلغ)

بھائی سیوا سنگھ صاحب گورو نانک صاحب کے مسلمان ہونے کے خلاف فرماتے ہیں کہ جس نے

"نانک آکھے رُکن دین لکھیا وچ کتاب!
درگاہ اندر ماریئے جو پیندے بھنگ شراب!

کہکر لوگوں کو بھنگ اور شراب سے نفرت دلانے میں زندگی گذاری ہو۔ وہ اُس محمدؐ صاحب کے جو بہشت میں بھی وسقٰھم ربھم شرابًا (پارہ ۲۹ سورت دہر ۷۶) اور پلاویگا خدا ان کو شراب۔

یہی نہیں۔ شراب کے پیالے ملنے کی امید ہے۔ بلکہ یہ کہکر کہ وانھٰر من خمر لذۃ للشٰربین (محمد رکوع ۱۲ آیت ۱۶ و ۱۷)

اور وہاں نہریں ہیں (شراب مزا دینے والی پینے والوں کو۔) اور وہاں شراب کی بوتلیں یا گیلن بھی نہیں۔ بلکہ نہریں ملیں گی۔ لوگوں کے دلوں میں شراب کے ایک بہشتی چیز ہونے کا خیال بٹھا کر اس شراب خانہ خراب کی چٹک لگاتا ہوا اس کے پیروکار ہو سکتے ہیں۔ کبھی نہیں۔"

(گورو نانک صاحب اور اسلام صہ ۱۸)

جواب۔ عربی زبان میں شرابًا کے معنے ہیں۔ پینے والی چیز نہ کہ وہ شراب جو عام طور پر سکھ حضرات پیتے ہیں۔ بھائی صاحب نے شرابًا کے اگلا لفظ طہورًا جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ طہورًا کے معنے ہیں نہایت پاک اور پاک کُن۔ لیکن اردو زبان میں شراب ایک خاص نشہ آور بدبودار کڑاوی اور بدذائقہ مخصوص چیز کو کہا جاتا ہے۔ بھائی صاحب کا شرابًا کا ترجمہ شراب کرنا ان کی لاعلمی اور عربی زبان سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ شرابًا کوئی اردو یا پنجابی کا لفظ نہیں بلکہ عربی ہے۔ اور عربی زبان میں اس کے معنے شراب ہرگز ہرگز نہیں ہوتے۔ بلکہ صرف پینے والی چیز کے ہیں چاہے کوئی ہو۔ پھر جبکہ اس کے ساتھ طہورًا کا لفظ موجود ہو۔ پس اس آیت وسقٰھم ربھم شرابًا طہورًا کا ترجمہ ہے۔ اور پلائیگا انہیں رب ان کا ایک پینے کی چیز جو نہایت پاک اور پاک کُن ہوگی۔"

دنیا جانتی ہے۔ کہ شراب کس قدر گندی اور ناپاک چیز ہے اور اس کے پینے والوں کو کس قدر گندوں میں مبتلاء کر دیتی ہے۔ دوسری آیت میں جس خمر کا ذکر ہے وہ یہ شراب نہیں بلکہ اس کی خصوصیت بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے اندر لذت ہی لذت رکھتی ہوگی۔ لیکن اردو زبان والی شراب تو کڑاوی اور بدبودار بدمست کر دینے والی اور بدمزہ اعصاب کو نقصان پہنچانے والی ہے۔ نہ کہ لذت ہی لذت بلکہ دکھوں کا مجموعہ ہے۔ پھر اس کی تشریح اللہ تعالےٰ نے اس طرح فرمائی ہے۔ یطوف علیھم ولدانٌ مخلدون باکواب و اباریق و کاسٍ من معینٍ لا یصدّعون عنھا ولا ینزفون (پ ۲۷ رکوع ۱۴)

کہ بہشتیوں کو نعمتیں دی جائیں گی۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہوگی۔ کہ خادم پیالہ اور جگ لطیف پانی کے گلاس لے کر ان کو پلائیں گے۔ جس کے پینے سے نہ تو ان کے سر میں خمار ہوگا۔ اور نہ وہ یاوہ گوئی کرینگے۔

پس صاف معلوم ہو گیا۔ کہ وہ ایسی شراب ہوگی۔ جس میں کوئی نشہ نہیں۔ بلکہ وہ ایک خاص قسم کا پانی ہوگا۔ جس کا نام "معین" بتایا گیا ہے۔ یعنے بہتا ہوا پانی جس کی صفات اوپر عرض کر چکا ہوں۔ ہوگا۔ اب معلوم ہو گیا۔ کہ "شرابًا طہورًا" یعنے پینے کی چیز جو پاک اور پاک کُن ہوگی۔ اور "معین" بہتا ہوا پانی یعنے لطیف پانی جس میں نہ نشہ نہ بدبو اور نہ تکلیف بلکہ لذت ہی لذت یعنے سُکھ ہی سُکھ ہوگا۔ ملیگا۔ لیکن افسوس کہ بھائی صاحب نے اس کو اردو والی شراب سمجھ کر خواہ مخواہ خامہ سرائی فرمائی۔ آپ اگر ذرا عقل سے کام لیتے۔ تو کبھی ایسا لکھنے کی جرأت نہ کرتے۔ بلکہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجسٌ من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ہ (پارہ ۷ رکوع ۲)

اے لوگو جو مومن ہو شراب۔ جُوا۔ بُت پرستی اور قسمت آزمائی کے تیر گندی چیزیں اور شیطانی کام ہیں۔ اِس لئے تم ان سے کنارہ کش رہو تاکہ نجات پا سکو۔ (یعنے شراب کا استعمال انسان کو نجات سے محروم کر دیتا ہے) اور ایسے بہت حوالجات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں شراب کو حرام اور ناپاک شیطانی کام اور نجات سے محروم کر دینے والی بیان فرمایا ہے۔ لیکن بھائی صاحب نے جو اشعار پیش کئے ہیں۔ وہ سری گورو گرنتھ صاحب کے نہیں بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنم ساکھی کے ہیں۔ جس کو جناب خود ہی اپنے ٹریکٹ "چولہ صاحب" صہ پر غیر مستند تحریف شدہ وغیرہ تحریر کر چکے ہیں۔ خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا۔ بھائی صاحب کو جاننا چاہیئے۔ کہ جس چیز کو اس دنیا میں ناپاک۔ گندی اور نجات سے محروم کر دینے والی قرار دیا ہو۔ اس کا عاقبت میں دیئے جانے کا کیسے وعدہ کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ کوئی شخص ایسی نقصان دینے والی چیز کو کبھی عاقبت میں لینا پسند کرے گا۔

بھائی صاحب نے جو قول گرو نانک صاحب کا نقل کیا ہے یعنے

نانک آکھے رکن دین لکھیا وچ کتاب
درگاہ اندر ماریئے جو پیندی بھنگ شراب

جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گورو صاحب مکہ معظمہ میں قاضی رکن دین کو فرما رہے ہیں۔ کہ اے رکن دین کتاب میں یہ لکھا ہے۔ کہ درگاہ باری میں ان کو مار پڑے گی۔ جو بھنگ اور شراب پیتے ہیں۔ تو اب قابل غور امر یہ ہے کہ وہ کونسی کتاب گوروجی کے پاس تھی جس میں لکھا تھا کہ شراب حرام ہے۔ اگر کہو کہ گرنتھ صاحب تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ گرنتھ صاحب گورو ارجن صاحب کے زمانہ میں اکٹھا کیا گیا۔ یا اگر کہو کہ گورو نانک کی اپنی کلام کتابی شکل میں تھی۔ تو بھی غلط ہے۔ گرنتھ صاحب میں گورو نانک صاحب کی اپنی بانی میں بھنگ اور شراب کے حرام ہونے کا کوئی ذکر نہیں پس معلوم ہوا کہ کوئی اور کتاب تھی جس میں شراب کو حرام لکھا تھا۔ اور قاضی رکن دین کے مسلمات سے تھی۔ کیونکہ کوئی دوسری کتاب اس پر حجت نہیں ہو سکتی۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ قرآن مجید تھا۔ کیونکہ قرآن مجید سے پہلے شراب حرام نہ تھی۔ پھر بھائی گرداس نے لکھا ہے "عصا ہتھ کتیب کچھ کوزہ بانگ مصلّے دھاری" یعنے گورو نانک صاحب جب مکہ معظمہ پہنچے۔ تو آپ کے ہاتھ میں عصا اور بغل میں کتاب اور کوزہ اور مصلّے پر کھڑے ہو کر آپ نے اذان دی۔ اس قرینہ سے بھی ظاہر ہے کہ وہ کتاب قرآن مجید ہی تھا۔ پھر بھائی صاحب نے خود اسی ٹریکٹ کے صہ ۲۳ پر کتیب سے مراد قرآن لیا ہے۔ اور پھر گورو بابا نانک صاحب کا وہ قرآن مجید جو آپ سفر مکہ معظمہ میں ساتھ لے گئے تھے۔ گورو ہر سہائے ضلع فیروزپور میں بہت عزت احترام سے رکھا ہوا موجود ہے جس کا اقرار جناب نے خود ہی اپنے اخبار خالصہ سماچار میں کیا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت حسب ذیل ہے۔

"گورو ہر سہائے وچہ اِک قرآن شریف پیا ہے۔ تے کہیا جاندا ہے کہ ایہہ اُہ قرآن شریف ہے جس نوں گورو نانک صاحب مکے مدینے دے سفر نال لے گئے سن" (اخبار خالصہ سماچار امرتسر جلد ۳۲ نمبر ۴۷ صہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

یعنے قرآن شریف اور گورو ہر سہائے کی سرخی کے نیچے بھائی صاحب لکھتے ہیں۔ کہ گورو ہر سہائے میں ایک قرآن مجید پڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ قرآن شریف ہے۔ جس کو گورو نانک صاحب سفر مکہ معظمہ میں اپنے ساتھ لے گئے۔

پس صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ گورو صاحب اُس کتاب سے جس کا قائل رکن دین تھا۔ جس کو آپ سفر مکہ میں پاس رکھتے تھے۔ اور جو گورو ہر سہائے میں موجود ہے۔ وہ قرآن شریف ہی تھا۔ اس میں سے آپ بیان فرما رہے ہیں کیونکہ یہ قرآن مجید اور اسلام کی تلقین تھی۔ جو آپ نے کی۔ اگر کتاب سے مراد گرنتھ صاحب ہوتا۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ بھنگ اور شراب کی حرمت کا حکم محلہ میں موجود ہوتا۔ بلکہ سکھ انتہاس میں مرقوم ہے۔ کہ گورو ہرگوبند صاحب اور گورو گوبند سنگھ صاحب بھنگ کثرت سے پیتے تھے۔ چنانچہ اسی وجہ سے سکھوں میں بھنگ اور افیون کثرت سے استعمال کی جاتی ہے۔ سنو! نہنگ سکھوں کے متعلق پنتھ پرکاش میں اس طرح گیانی گیان سنگھ نے لکھا ہے۔ کبت

"نیجی ساکھی سنو اور ماچھو واڑے گورو گور بیٹھے باگ ماہیں ٹھوربان سنگھ آئے ہے
سکھا افیم گورو کو چھکایو خوش تھایو من دیکھ دِس تاہیں گور کہیو یوں سنائے ہے
جیسی تیری دستار اونچی جیسی کھُتھی ڈھار تیسو بھنگ پین ہار پنتھ تیرو تھاہے
تب تے اکالی تھائے مان سنگھ دوارا بھائے سورج پرکاش ماہے لکھی ایہو ڈھالی ہے
(۳۲ پنتھ پرکاش ۱۰۳ نواس صہ ۱۰۷)

نہنگ سنگھ تو سونی صدی بھنگ کی ترنگ میں مست رہتے ہیں۔ اور بوجہ بھنگ کے پینے کے باراں مسلوں میں بھنگیوں کی مِسل مشہور ہے بڈھا دل اسی بھنگ کا شکار ہوا۔ بلکہ سری حضور صاحب ابچل نگر حیدرآباد دکن میں گورو گوبند سنگھ صاحب کے جوتی جوت استھان پر سری گورو گرنتھ صاحب کو بھنگ کا بھوگ لگایا جاتا ہے۔ چنانچہ سورج پرکاش میں بھائی سنتوکھ سنگھ نے اور بھائی سکھا سنگھ نے گورو بلاس پاتشاہی ۱۰ میں گورو صاحب کا بھنگ پینا لکھا ہے۔

سورج پرکاش سمت ۱۹۰۰ بکرمی میں مکمل ہوا۔ چنانچہ اسی سال اس کا مصنف فوت بھی ہو گیا۔ اس میں سے چند حوالجات بھائی صاحب کی تسلی کے لئے نقل کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سری گورو ہرگوبند صاحب جی مہاراج کا بھنگ پینا

حوالہ نمبر ۱

"اس بدھ ست گور کچھ تھرے پُن بھوجن کر کھان
پوڈے پہرے پر ینک پر ڈھر پو دو پہرے جان
بجیا پان کرے ہر کھائے ؛ بوہر سُچیتا سکل بنائے
کر پد بدن پکھارن کینا ؛ تھرے تخت پر درشن دینا
اُتشو ہوت بیاہ کو بھارو ؛ گن سماج کو سکر کر نیارو"

(سورج پرکاش راس ۶ آنسو ۶)

خلاصہ مطلب۔ کہ گورو ہرگوبند صاحب نے دِن کے پچھلے پہر بھنگ پی کر تخت پر درشن دیئے۔ یہ واقعہ آپ کی لڑکی کی شادی کا ہے۔

حوالہ نمبر ۲۔

مادک دانس آن کر دینس ؛ سوچا چار ست گور کینس

(سورج پرکاش راس ۵ آنسو ۴۸ نمبر ۲۰)

حوالہ نمبر ۳۔

سکھا چھک سوچیت پن ہووین ؛ چڑے ترنگ پر باہر جووین!

(سورج پرکاش راس ۴ آنسو ۴۴ نمبر ۱۱)

خلاصہ مطلب۔ حوالہ نمبر ۲ میں لکھا ہے۔ کہ ایک خادم نے آپکو افیون لاکر دی۔ اور گورو صاحب نے بڑی خوشی سے قبول فرمائی وغیرہ اور حوالہ نمبر ۳ میں مرقوم ہے۔ گورو ہرگوبند صاحب بھنگ پی کر پھر ہوشیار ہوتے تھے۔ اور اس کے نشہ کی ترنگ میں باہر جاتے تھے۔

گورو ہرگوبند صاحب بھنگ پیتے اور افیون کھاتے تھے۔ لیکن یہ وبا آپ کے وقت اتنی نہ پھیلی جتنی کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے وقت پھیلی۔ دسم گورو جی تو خود بھی پیتے اور اپنے سکھوں کو بھی پلاتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

گورو گوبند سنگھ صاحب کا بھنگ اور افیون کا استعمال

نمبر ۱

بھئے دو پہر کے لگ گور آدیں ؛ بھوجن کرے آرام کو پا دیں!
اُٹھیں چھکیں سکھا سُکھ کیرا ؛ سوچ شنان کریں تس بیرا

(سورج پرکاش رُت ۱ آنسو ۴۹ نمبر ۲۶ ص ۹۹)

نمبر ۲

اُٹھے آپ بھوجن تب کھائیو ؛ پُن آرام بہت من بر مائیو!
اُٹھے بوہر سُکھا چھک لیں ؛ سوچ شنان سکل تن کیں

(سورج پرکاش رُت ۱ آنسو ۵۰ ص ۱ نمبر ۱۹)

نمبر ۳

پن ست گور کچھ کریں آرام ؛ پوڈے بڈ پر ینک ابھرام
جام تیرے اُٹھے گوسائیں ؛ سُکھا ہوئے تیار سمدائیں
بہت افیم چھکیں تس نالے ؛ چڑیں ترنگم باہر چالے

(سورج پرکاش رُت ۲ آنسو ۱۰ نمبر ۹ ص ۱۲۲)

نمبر ۴

ترتی پھر سُکھا چھکے پن سوچیں دھارے ؛ کرشنان تہہ سمیں کو بیٹھے پردارے

(سورج پرکاش رُت ۲ آنسو ۳۳ نمبر ۲۳ ص ۱۷)

نمبر ۵

پہر تیسرے میں اُٹھے آنی سردائی ؛ بجیا کے سنگ چھک لئی چت انند اپائی

(سورج پرکاش رُت ۲ آنسو ۳۵ نمبر ۲۰ ص ۱۷۴)

نمبر ۶

گری بادام آدگن رگڑی سردائی ؛ بجیا آدک جہہ اِدک تس بیچ گھٹائی
آنی داس تیار کر یکھ حکم بکھاناں ؛ ہوتی افیم بدیش کی جس عمل مہانہ ۱۷
بہو تعریف سکھ نے کری سو کو س مجھارا ؛ آنوا یہاں نکاس کر جس عمل کرارا
کو سپ ڈگ سیوک گیئو سبھ بات جنائی ؛ کہ کر پتے بدیش کے تس چھن نکسائی ۱۸
آنی رُت سیپ گور کر دھرئی نہاری ؛ وے رنچک پرمان سم انگ رین سدھاری
کر گلکا کر تر دھرئی لے بوہر کٹورا ؛ کر یو پان سُکھا تبے بہت مادک جورا ۱۹
مادا کھائے افیم کو پُن سوچ شنانے ؛ تب کے لاگے کھان نت دن پرتی ادھکانے

(سورج پرکاش رُت ۲ آنسو ۴۵ نمبر ۱۷ تا ۲۰ ص ۱۹۴)

نمبر ۷

یاں تے سری مکھ باک اُچارا ؛ ہوئے سکھے کی ویگ اُدھارا!
سنگھ ہوئے جب آیدھ دھاری ؛ مارک چاہیت آنند مجھاری ۳۹
سب مادک تے بجیا آچھی ؛ کیونکہ مہیش آد ایہہ باچھی!
ست گور چرن کے سمرن ناموں ؛ نشچل پرتی ٹکے ابھراموں ۴۰
چت کی چنتاریت مٹائی ؛ ردے سنتوس کرے سکھدائی
کر یو سکھا دُکھ ہر گر بھے ہیت ؛ چھکے خالصہ مرچ سمیت ۴۱

(سورج پرکاش رُت ۳ آنسو ۲۱ نمبر ۳۹ تا ۴۱ ص ۲۵۰)

نمبر ۸

سن کے دیوان سبھہ کچھ پہنچائے ؛ بانچھت جہ دست جو جو بتائے
دن گیئو بیت رہے جام ایک! ؛ کچھہ کرے آرام ساگر ببیک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُکھا افیم چھک سوچ ٹھان ؛ تِس کال بوہر کر کے شنان
(سورج پرکاش رُت ۳ آنسو ۴ نمبر ۲۵ و ۲۶ صـ ۲۱۵)

نمبر ۹} اَدھکے سُگندھ بھیکا سنگ ؛ بھور گڑھ بدامن بہت بھنگ
ایلا لونگ مرچا نکارے ؛ میلیو گلاب بچ سردبارے
جُت چھتر دھارے ست گور چھکائے ؛ پُن سوچ سنان کرتے بنائے
(سورج پرکاش رُت ۳ آنسو ۴ نمبر ۷ و ۸ صـ ۲۱۴)

نمبر ۱۰} پچھتاوت ہوئی بھُن سار ؛ اُت ست گور جاگے جس بار!
سوچ شنان کیں سبھ انگ ؛ چھکی افیم سو بجیا سنگ ۴۲
گاون لگے ربابی وار ؛ اُودے سنگھ نچیو تِس بار
(سورج پرکاش رُت ۴ آنسو ۲۰ نمبر ۴۳ صـ ۳۵۳)

نمبر ۱۱} بھائی بچتر سنگھ کے مانگنے پر لکھا ہے۔
سن پرسن کلگی دھر ہوئے کے بج افیم منگوائی۔
ڈوبہ چام کر کو سندر رچے رتن سمدائی ۲۵
ماسے پنچ بھکھت سو پورب تِس نے دئی سوائی
دودھ ولائیت تے جو آوت ات مادک بڈ آئی!
بج کرتے کلگی دھر دینی جُگ ہاتھن پر لینی
سمرنام گور کو تب کھائی بڈ قیمت کی چینی ۲۷
پن بجیا گھٹوائی منگائی سنگھن پان کرائی
پیوت چڈھیو بسال عمل تب لالی لوچن چھائی
(سورج پرکاش رت ۴ آنسو ۲۵ نمبر ۲۸ صـ ۳۶۲)

نمبر ۱۲} ڈھریو دوپہر است گور وکر کے اُٹھی آرام ؛ بجیا مرچ الائچی سردائی سکھ دام چوپئی
چھتر دھار ماوا وڈھ کریو ؛ لیئو داس تے بج کر دھریو!
بھو مادک جُت بجیا پیا ؛ دُتیہ کٹورا پُن بھر لیا!
ماوے سنگ پان کرلیئو ؛ سوچ ہیت پن اُٹھ بو کیئو!
(سورج پرکاش رت ۴ آنسو ۴۰ نمبر ۳۰ و ۳۱ صـ ۳۹۴)

اسی طرح اور بھی بہت حوالجات ہیں۔ جو بوجہ طوالت کے اصل عبارتوں کی بجائے صرف حوالہ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

نام کتاب	رُت	آنسو	صفحہ	نمبر	کیفیت
سورج پرکاش	۲	۳۸	۱۷۸	۵	گورو گوبند سنگھ صاحب نے بھنگ پی
//	۶	۱۲	۱۳۵	۲۸	گورو نے بھنگ پی اور افیون کھائی
//	۶	۱۷	۱۴۶	۳۳	خادم سے کر بھنگ پی اور افیون کھائی
//	۶	۴۵	۲۰۵	۶	گورو جی نے بھنگ پی
//	۶	۴۴	۲۰۵	۴۰	گورو صاحب کو گلابے مند نے بھنگ پلائی کیونکہ آپ نے کئی دنوں سے نہیں پی تھی
//	۱	۱۴	۲۶۹	۱۴	رات کو پہرہ کی ضرورت پڑی تو گورو صاحب نے کہا کہ میرے سکھ بھنگ پی کر رات کو مست رہتے ہیں وہ کیسے پہرہ دے سکتے ہیں۔ وغیرہ

یہ تمام حوالجات سورج پرکاش مطبوعہ آفتاب پنجاب لاہور جو سمت ۱۹۴۸ بکرمی میں چھپی سے دیئے گئے ہیں۔

ان تمام حوالجات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ گورو ہرگوبند صاحب بھنگ پیتے تھے۔ اور سری گورو گوبند سنگھ صاحب جی مہاراج ہمیشہ بھنگ پیتے اور دور دور ملکوں سے افیون منگوا کر کھاتے اور اپنے سکھوں کو بھنگ پلاتے اور افیون کھلاتے تھے۔ اور افیون ایک سونے کی ڈبیہ میں رکھتے تھے۔ حوالہ نمبر ۱۱ میں بھائی بچتر سنگھ کو بھنگ پلانے اور افیون کھلانے کا ذکر مرقوم ہے۔ اس طرح ماچھیواڑے میں گلابے مند سے لے کر بھنگ پی تھی الغرض آپ بھنگ اور افیون کے دلدادہ اور پکے عادی تھے۔ اب بھائی سیوا سنگھ صاحب کے اُس شعر "درگاہ اندر مارئیے جو پیندی بھنگ شراب" کو سامنے رکھ کر ان واقعات کا مطالعہ کریں۔ تو نتیجہ صاف ..... ہے

کیا بھائی صاحب اب بھی اسلام اور احمدیت پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آویں گے۔ اگر اُن کی اس ڈوز سے تسلی نہ ہوئی تو انشاء اللہ دوسری خوراک پلائی جائے گی ؛ (باقیدارد)

فاروق کے وی پی واپس کنندگان کو اطلاع

مندرجہ ذیل احباب نے تین تین چار چار پانچ پانچ دفعہ فاروق کے چندہ سال رواں کے وی پی واپس کر کے بے فائدہ خرچ وی پی کا نقصان دیا۔ ذیل میں ان کے نمبر خریداری کے ساتھ رقم چندہ درج ہے۔ ۴ر نومبر کو پھر ان کے نام وی پی بھیجے جائینگے۔ جن پر ۳ر زائد خرچ ہونگے۔ ورنہ بذریعہ منی آرڈر رقم دیں۔ (مینجر)

۲۲۹/صـ ۵۴۳/صـ ۸۱۲/صـ ۴۳۸/صـ ۷۸۹/۱۰عـ ۴۵۰/۳۰عـ ۳۸/۳۰عـ ۴۰/۳۰عـ ۳۷۲/۳۰عـ
۲۹/۳۰عـ ۴۳۴/۶عـ ۴۴۴/۳۰عـ ۱۶۷/صـ ۷۱۳/۲عـ ۷/۶عـ ۱۴۸/۶عـ ۴۷۱/۳۰عـ ۴۷۳/۳۰عـ ۶۶۰/۱۱عـ ۴۱۶/۳۰عـ